مقالہ برائے پی-ایچ-ڈی

اردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ

پیش کردہ

رضیہ نور محمد

نگران

ڈاکٹر وحید قریشی ڈین آف اورینٹل سٹڈیز

وصدر شعبۂ اردو اورینٹل کالج

لاہور

پنجاب یونیورسٹی لاہور

۱۹۷۵ء

اردو زبان و ادب میں مستشرقین کی

علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ

ہدیہ تشکر

مین ڈاکٹر وحید قریشی صاحب ڈین آف اورینٹل سٹڈیز اور صدر شعبۂ اردو اورینٹل کالج لاہور کی بے حد ممنون احسان ہون جنہون نے نہایت خلوص شفقت اور تمام تر توجہ کے ساتھ مقالہ لکھنے مین ہر قدم پر میری راہنمائی کی اور اپنے فاضلانہ تجربے سے میرے مقالے کے نفس مضمون کو جلا بخشی

مین پروفیسر حمید احمد خان صاحب (مرحوم) سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور پروفیسر سید وقار عظیم صاحب کی بے حد شکرگذار ہون جن کی مشفقانہ حوصلہ افزائی سے آج سے پانچ سال پہلے مجھے ریسرچ کرنے کا شوق پیدا ہوا اور جن کی راہنمائی مین مین نے اپنے مقالے کے موضوع کا انتخاب کیا۔

مین پنجاب یونیورسٹی لائبریری اور پنجاب پبلک لائبریری کے منتظمین اور کارکنون کی بھی شکرگذار ہون جنہون نے ہر ممکن طریقے سے کتابون کی فراہمی مین مدد دی

رضیہ نور محمد

فہرست مضامین

		صفحہ
مقدمہ		الف تا ص
باب اول	پس منظر	۱ — ۱۸
باب دوم	اہل یورپ کی آمد اور اردو زبان و ادب کی حالت ۱۷۶۵ء تک	۱۹ — ۴۹
باب سوم	برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی اور اہل یورپ کی خدمات ۱۸۰۰ء تک	۵۰ — ۹۵
باب چہارم	فورٹ ولیم کالج اور مشرق و مغرب میں اردو کی مقبولیت ۱۸۰۰ء سے ۱۸۳۰ء تک	۹۶ — ۱۷۳
باب پنجم	دیگر یورپین مصنفین اردو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۵۷ء تک	۱۷۴ — ۲۱۳
باب ششم	مستشرقین کی اردو خدمات ۱۸۳۰ء سے ۱۸۵۷ء تک	۲۱۴ — ۲۶۷
باب ہفتم	گارسین دتاسی اور اس کی ادبی خدمات	۲۶۸ — ۳۱۶
باب ہشتم	مستشرقین کی اردو خدمات ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک	۳۱۷ — ۳۷۷
باب نہم	پنجاب میں مستشرقین کی اردو خدمات ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک	۳۷۸ — ۴۳۷
باب دہم	مستشرقین کی اردو خدمات ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۷ء تک	۴۳۸ — ۴۹۷
اضافات		۴۹۸ — ۵۱۶
فہرست کتب اردو		۵۱۷ — ۵۲۴
فہرست کتب انگریزی		۵۲۵ — ۵۲۹

مقدمہ

اردو زبان و ادب مین مستشرقین کی علمی و ادبی خدمات تاریخ ادبیات اردو کا ایک موضوع ہے جس کا ابھی تک تفصیلی جائزہ نہین لیا گیا ۔ موجودہ مقالے مین پہلی بار اسے شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

مستشرقین کی خدمات کا آغاز ۱۲۹۸ء سے ہوتا ہے ۔ آغاز سے دور حاضر تک کوئی دور ایسا نہ تھا جس مین چیدہ چیدہ مستشرقین نے ادب کی آب یاری کا حق نہ ادا کیا ہو ۔ بلکہ بعض اصحاب علم کے کارنامے تو تاریخ ادب مین سنہری حروف سے لکھے جائین گے ۔ ادبیات اردو سے مستشرقین کی دلچسپی آج بھی ایک بڑی حد تک قائم ہے ۔ زمانۂ حال کے فضلا مین ڈاکٹر شمل جان مارک ڈاکٹر بوزانی وکٹر کرنان اور رالف رسل کے کارنامے بجائے خود ایک مستقل تصنیف کا تقاضا کرتے ہین ۔ چار صدیون کی ادبی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے ہمین ممکن تھا کہ ان معاصر اہل قلم کی خدمات کا مناسب اعتراف نہ ہوسکتا اسی احساس کے تحت موجودہ مقالے کی آخری حد ۱۹۴۷ء کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ ہماری رائے مین موجودہ محققین و مصنفین اردو کے کارنامے جداگانہ غور و فکر کے محتاج ہین ان کا ذکر مستقبل کے مورخ پر چھوڑتے ہوئے ہم نے صرف ماضی کے سرمایے کی بازیافت تک اپنے آپ کو محدود کر دیا ہے ۔

مقالہ دس ابواب پر مشتمل ہے مقدمہ پس منظر کے طور پر ہے ۔ پہلے باب مین غیر ملکیون کی آمد کا حال ہے ۔ دوسرے مین اہل یورپ کی برصغیر مین آمد اور ابتدائی علمی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ تیسرا باب ایسٹ انڈیا کمپنی سے متعلق ہے ۔

چوتھے میں فورٹ ولیم کالج کے مستشرقین کی خدمات کو پیش کیا گیا ہے - پانچواں اور چھٹا باب دیگر یورپین (۱۸۰۰ء سے ۱۸۳۰ء اور ۱۸۳۰ء سے ۱۸۵۷ء) کے بارے میں ہے - ساتویں میں فرانسیسی مستشرق گارسین دتاسی کے کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے - آٹھویں باب کا موضوع ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کے مستشرقین ہیں - نویں میں پنجاب کی خدمات ۱۸۵۷ء - ۱۹۰۰ء ہیں اور دسویں باب میں ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۷ء تک کا زمانہ پیش کیا گیا ہے -

اردو زبان اور ادب کی تدریجی ترقی کو تاریخی حالات اور واقعات کے حوالے سے دیکھا جائے تو عربی فارسی اور ہندوستانی مصنفین کی تحریروں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بین ثبوت ملتا ہے کہ مستشرقین نے اپنے دوران قیام میں اردو زبان اور ادب کی بے اندازہ خدمات انجام دیں - یورپ کی مختلف قومیں اولاً" تجارت کی غرض سے اور ثانیاً" فاتح اور حکمران کی حیثیت سے برصغیر پاک و ہند میں آئیں - اقوام مغرب نے یہاں کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی پر بھی گہرا اثر ڈالا اور یہاں کے زبان وادب کو بھی متاثر کیا - اس مقالے کا موضوع معاشرتی اور تہذیبی اثرات کا جائزہ لینے کی بجائے اس حقیقت کا سراغ لگانا ہے کہ ان اقوام کی آمد اور قیام اردو زبان وادب پر کس حد تک اثرانداز ہوئے - مستشرقین نے علمی ادبی تحقیقی اور تنقیدی کاوشوں سے اردو کے علمی سرمائے میں کیا اضافہ کیا - یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان وادب کے بعض میدانوں (مثلاً" قواعد اور لغت) میں مستشرقین کی خدمات نے اردو کو علمی لحاظ سے باثروت بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے -

اگست ۱۲۹۸ء سے جب پہلی مرتبہ واسکوڈے گاما (پرتگالی) نے کالی کٹ کے مقام پر قدم رکھا ۱۵۲۰ء تک اقوام مغربی نے مشرقی اور وسطی هندوستان کی بڑی بڑی بندرگاهون کو اپنے قبضہ مین لے لیا - یہ نووارد سترھوین اور اٹھاورین صدی تک حاکم، تاجر یا مشنریون کی حیثیت سے کام کرتے رهے - مقامی باشندون سے میل جول اور نظم و نسق کی ضرورتون کے تحت ان کا اثر و نفوذ مقامی زبانون مین یہاں تک اس حد تک تھا کہ برصغیر پاك و هند کے وسیع علاقے کی عام زبان اس سے متاثر هوئے بغیر نہ رہ سکی - یہی نہین بلکہ ان کی وجہ سے مقامی زبانون کا چرچا یورپ مین بھی هوا - اردو زبان پرتگالیون کے توسط سے یورپ مین متعارف هوئی - اس زمانے مین یورپ مین پرتگالیون کو سیاسی تفوق حاصل تھا - یورپ کی تہذیبی زندگی پر پرتگال کے اثرات بڑی اهمیت حاصل کر چکے تھے - حتٰی کہ پرتگالی زبان یورپ کی بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل کرچکی تھی - قیاس چاهتا هے کہ پرتگالیون هی کے سہارے اردو نے یورپ مین اپنے قدم جمائے - پرتگالی ایسٹ انڈیا کمپنی کو جو منشور شاهی عطا هوا اس کے مطابق برصغیر آنے والے پادریون کے لئے اردو زبان سیکھنا لازمی تھا ـــ امداد صابری نے اپنی کتاب " فرنگیون کا جال " مین لکھا هے کہ:

> " وہ هر فیچ اور هر بڑے کارخانے مین ایك پادری رکھے جس پر یہ لازم هوگا کہ هندوستان پہنچنے سے بارہ مہینے کے اندر " هندوستانی " سیکھ لے ...... " (۱)

---

(۱) امداد صابری : فرنگیون کا جال ـــ امداد صابری پبلشر چوڑی والان دهلی ۱۹۲۹ء ص ۲۵

اردو زبان کے ذخیرۂ الفاظ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مین اکثر یورپی اقوام کے مقابلے مین پرتگالی زبان کے اثرات کہین زیادہ ہین ۔ انگریزی کے بعد سب سے زیادہ اثر پرتگالی ہی کا معلوم ہوتا ہے ۔ اس کے مقابلے مین فرانسیسی اور ولندیزی اثرات خاصے دھندلے ہین مگر اردو کی جو لغت کی کتابین پرتگالیون نے تیار کین ان سے پتہ چلتا ہے کہ پرتگالی زبان کے الفاظ خاصی تعداد مین مقامی زبانون خصوصاً اردو مین شامل ہوچکے تھے مثلاً اچار بسکٹ بوتل پستول وغیرہ ۔ چند ایسے مقبول و معروف الفاظ ہین جن سے پرتگالی اثر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔(1)

۱۵۸۰ء مین اسپین نے پرتگال کو شکست دی مگر جلد ہی ۱۵۸۸ء مین انگریزون نے اسپین پر بحری برتری حاصل کر کے بتدریج اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانا شروع کیا ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے تاریخ ہند مین اثر و نفوذ کے نئے باب کا اضافہ کیا تاآنکہ نومبر ۱۸۵۸ء کو گورنر جنرل لارڈ کیننگ نے الہ آباد کے دربار مین ہندوستان پر برطانوی حکومت کا اعلان کر دیا ۔ اس طرح برصغیر کے باشندون کی آزادی اور خودمختاری ختم ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کی اہمیت بھی بڑھتی چلی گئی اور یہ اثرات اردو زبان و ادب مین آج بھی محسوس کیے جاسکتے ہین ۔

اردو زبان و ادب کے بارے مین مستشرقین کی دلچسپیان کئی سماجی مذہبی اور سیاسی محرکات کی مرہون منت تھین ۔ اسے محض ادب دوستی اور علم پروری کا نتیجہ

---

(1) مولوی عبدالحق : اہل یورپ نے اردو کی کیا خدمت کی ۔ رسالہ اردو انجمن ترقی ہند اورنگ آباد دکن جنوری ۱۹۲۲ء ص ۱ ۔ ۱۸

سمجھنا درست نہ ہوگا۔[1] اقوام مغرب نے اپنے ورود کے فوراً بعد یہ محسوس کرلیا تھا کہ ہندوستانی (اردو) عوام میں سب سے زیادہ سمجھی جانے والی زبان ہے اس لئے عوام تک اپنے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مشنریوں سیاستدانوں اور تاجروں کے لئے اس زبان کا سیکھنا ناگزیر ہوگا ۔

مستشرقین کے دائرہ کار کو مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس سے مندرجہ ذیل نکات کا سراغ ملتا ہے :

۱ ۔ اردو سیکھنے کے سلسلے میں غیر ملکیوں کو سب سے زیادہ دقت کا سامنا گرامر اور لغت کے میدان میں ہوا ۔ نوآموزوں کی ضرورت کے لیے اردو میں یا خود ان کی زبانوں میں لغت اور قواعد کا کوئی قابل ذکر سرمایہ نہ تھا ۔ پرتگالیوں کی اولین توجہ انہیں دو شاخ ہائے علم کی طرف منعطف ہوئی ۔ اور اس طرح پرتگالی اردو کے علمی سرمایے میں صرف و نحو اور لغت نویسی کی جدید روایت کے بانی قرار پائے ۔ صرف و نحو کے معاملے میں ان غیر ملکیوں نے کئی نئی راہیں نکالیں بقول ڈاکٹر غلام مصطفی خان :

" مستشرقین اردو قواعد نویسی کی طرف اہل زبان سے پہلے متوجہ ہوئے اور ان میں سے بعض نے اپنے اپنے طور پر نحو کے حصے کی عمدہ ترتیبات قائم کیں "[2]

بنجمن شلز نے اپنی کتاب ہندوستانی صرف و نحو (۱۷۴۷ء) اور جان جوشوا کیٹلر نے ہندوستانی صرف و نحو (۱۷۱۵ء) میں لکھی جسے ڈیوڈ مل نے ۱۷۴۳ء میں شائع کیا ۔

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ڈاکٹر ابواللیث صدیقی : جامع القواعد (حصہ صرف) ص ۱۴۷ بیعد

(۲) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان : جامع القواعد (حصہ نحو) دیباچہ ص و

ڈیوڈ مل نے هندوستانی حروف تهجی (۱۷۷۲ ء) لکھی ۔ جی ۔اے فرنز (۱۷۷۸ ء) اور هیڈلے (۱۷۷۲ ء) نے اپنی اپنی کتابین شائع کر کے غیر ملکیون کے لئے اردو سیکھنا آسان کر دیا ۔ کتب کی تدوین نے اشاعت کی ضرورت کا احساس بھی دلایا ۔غیرملکیون هی نے مطبعون کی ضرورت و اهمیت کو واضح کیا ۔

۲ ۔ هندوستان مین پہلی مرتبه اردو زبان کے لیے پریس قایم هوا اور اردو ٹائپ بنا یه سب کچھ نوواردون کی مساعی جمیله کا ثمر تھا ۔

۳ ۔ قیاس یه هے که مستشرقین نے یه سمجھتے هوئے که هندوستان مین بهت سی مختلف زبانین بولی جاتی تھین جن کے حروف تهجی بھی مختلف تھے زبان شناسی کے لئے رومن رسم الخط اختیار کیا ۔ ممکن هے یه بات درست هو لیکن رومن رسم الخط استعمال کرنے کی ایک وجه یه بھی هوسکتی هے که مغربی ملازمین کی سهولت کے لئے یه قدم اٹھایا گیا هو ۔ که اردو حروف تهجی غیر ملکیون کے لیے دقت طلب تھے ۔اس کا آسان حل یہی هوسکتا تھا که غیر ملکیون کو اردو سکھاتے وقت رسم الخط سے بے نیاز کر دیا جائے ۔ اس زمانے مین جو ڈکشنریان شائع هوئین وه رومن رسم الخط هی مین تھین ۔ صرف و نحو کی کتابون مین بھی یہی روش اختیار کی گئی ۔ مثلاً "جان شیکسپئر کی " هندوستانی انگریزی لغت " (۱۸۳۲ ء) ڈنکن فوربیس کی "گرامر آف دی هندوستانی لینگوج " (۱۸۵۵ ء) پلنکٹ کی " کانورسیشن مینوئل " (۱۸۹۳ ء) اور جان ۔ٹی پلیٹس کی " گرامر آف دی هندوستانی اردو لینگوج " (۱۹۰۱ ء) مین رومن رسم الخط هی استعمال هوا هے ۔

۴ ـ یہی نہین بلکہ مستشرقین یورپ میں اردو زبان وادب کے فروغ کا باعث بھی ہوئے ـ اردو کے بارے مین مستشرقین نے یورپ کے جرائد مین مضامین لکھے اردو کتابون پر تبصرے شائع کئے اور اس طرح ان کے ذریعے بعض یورپی ممالک مین رہنے والے لوگ اردو سے روشناس ہوگئے اور گارسین دتاسی کی طرح بعض دیگر یورپین تبصرہ نگارون نے بھی اردو زبان مین دلچسپی لی اور یورپ مین اردو وادب کا کسی حد تک چرچا ہوگیا ـ

۵ ـ مغربی اقوام مین انگریزون نے برصغیر مین زیادہ مدت تک تسلط برقرار رکھا ـ اردو ادب کی ترویج وترقی مین برطانوی مستشرقین کی خدمات کو نظرانداز نہین کیا جا سکتا ـ انگریزی کی لسانی پالیسی کے مختلف ادوار اردو زبان وادب کو متاثر کرنے کا سبب ہوئے ـ ابتدا مین اردو زبان کی زیادہ حوصلہ افزائی نہ ہوئی ـ برطانوی سرکار کی پالیسی اس بات کے حق مین نہ تھی کہ ہندوستانیون کو علم سے روشناس کر کے آزادی اور جمہوریت کا احساس دلایا جائے تاہم برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے داخلی ضرورتون نے انہیں مجبور کیا کہ مقامی زبانون کی ترویج وترقی کی طرف متوجہ ہون ـ اس دلچسپی کی دو اہم مثالین فورٹ ولیم کالج اور مرحوم دہلی کالج ہین ـ فورٹ ولیم کالج نے بہت سے نامور ادیبون اور شعرا کی خدمات حاصل کین ـ بہت سی ادبی کتابین شائع کین ـ کئی مشہور ہندوستانی اور یورپین کتابون کے ترجمے کرائے ـ فورٹ ولیم کالج کے بعد دہلی کالج کا قیام عمل مین آیا ـ یہان اردو مین بعض علمی کتابین شائع کی گئین ـ

٦ ـ مستشرقین نے مغرب کے ادب کو ھندوستان تک پہنچانے [illegible] مین بھی بہت اھم
کردار ادا کیا ـ اور ھمارے ادب اور زبان کو تقویت بخشی ـ مقامی شعرا اور نثرنگارون
نے مغربی ادب سے استفادہ کر کے نئے نئے تجربے کئے ـ ھندوستانی زبان کو نئے موضوع
ملے ـ نیچرل شاعری مین طبع آزمائی ھوئی اور یون مستشرقین کی کوششون کے طفیل
اردو زبان کے سرمایے مین بیش از بیش اضافہ ھوا ـ یہ وہ زمانہ تھا جب برطانیہ مین
تحریک احیائے علوم Rena-issance کا اثر ملکۂ وکٹوریہ کے عہد تک قائم تھا ـ
Restoration اور رومانی دور کے مشہور شاعر اور ادیب اپنے اپنے تجربات مکمل
کر چکے تھے ـ لائی لی ، سپنسر ، ملٹن ، ورڈز ورتھ ، کولرج ، بائرن ، شیلے ، کیٹس اور
میکالے وغیرہ نے اپنی اپنی تصنیفات مین شاعری اور نثر نگاری مین نئے نئے اسلوب وضع
کئے تھے ـ فلسفے اور تاریخ کے میدان مین بھی تحقیقی جائزے لکھے گئے تھے اور
مختلف مکاتیب فکر منظر عام پر آچکے تھے ـ انگریزون کی تصانیف اور انگریز حاکمون کی
ادب مین دلچسپی کے باعث اردو شاعری نے بھی غزل سے نظم اور نظم سے آزاد نظم
تک کے سفر کا آغاز کیا ـ اس ضمن مین کرنل ھالرائیڈ کی سرپرستی مین اردو مشاعرون کا
ذکر خارج از بحث نہ ھوگا جو ۱۸۷۴ء مین انجمن پنجاب کے تحت منعقد ھوئے ـ ان
مشاعرون مین شعراء نے شاعری کی قدیم روایات کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید
موضوعات بھی شروع کئے تھے اور یون شاعری کا میدان وسیع سے وسیع تر ھوگیا ـــــ
اردو شاعری مین مثنوی ، قصیدہ ، ھجو ، مرثیہ ، غزل اور عشق و عاشقی کے علاوہ فطرت
کی دلکش منظر کشی اصلاحی موضوعات داخل شاعری ھوگئے ـ بلکہ شاعری مین مقصدیت کو

لازمی جزو سمجھا گیا جس سے ادب برائے زندگی کی روایت قائم ہوگئی ۔

۷ ۔ مغربی علوم اور ادبیات سے ربط کے باعث ہندوستان کے کلچر، زندگی کی اقدار اور روزمرہ زندگی پر دوررس اثر پڑا اور اس کا ایک بالواسطہ نتیجہ یہ بھی ہوا کہ ہندوستانی عوام میں غلامانہ ذہنیت گھر کر گئی ۔

۸ ۔ دور سرسید میں انگریزپرستی نے مقامی باشندوں کو ایک خاصے عرصے کے لیے اپنی روایات اپنے رسم ورواج اور اپنی ادبی اقدار سے غافل کردیا تاہم اس اثر کا ایک مثبت پہلو یہ بھی تھا کہ اردو زبان وادب اور خود معاشرتی زندگی میں جو جمود پیدا ہورہا تھا اس کی خاطر خواہ تلافی ہوگئی[۶] ۔

۹ ۔ اردو ادب کے فروغ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی انتظامیہ اور پادری حضرات کا بڑا حصہ تھا ۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ دونوں میں سے کس کا پلہ بھاری تھا ۔ برطانوی ماہرین تعلیم جن کا خمیر ان دونوں گروہوں سے اٹھا تھا زبانوں کے بارے میں باہمی اختلاف کا شکار بھی ہوئے ۔ اول مستشرقین کا پلہ بھاری تھا جو مقامی زبانوں کو اہمیت دیتے تھے اور ان کی ترویج میں کوشاں تھے ۔ ان کے خیال میں مقامی زبانوں اور مقامی علوم کی حوصلہ افزائی ضروری تھی ۔ دوسری طرف انگریزیت پسند (Anglican) تھے جو مقامی باشندوں کو انگریزی زبان کے ذریعے مغربی علوم سے آشنا کرانا چاہتے تھے برطانوی تسلط بہ آسانی دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ پہلا دور مستشرقین کا اور دوسرا انگریزیت کا ۔ بہرحال اسی چپقلش کی وجہ سے فورٹ ولیم کالج بند کردیا گیا اور جو تصانیف وتراجم کا اہم کام شروع ہوا تھا اس کو بھی ختم کردیا گیا ۔ دہلی

کالج پر بھی بالآخر یہی افتاد پڑی اور اس کے سٹاف کو گورنمنٹ کالج لاہور مین ضم کر دیا گیا ۔ اس سے سرکاری سطح پر اردو ادب اور زبان مین جو تیزی سے ترقی ہورہی تھی وہ تورک گئی لیکن مستشرقین کی انفرادی کوششون اور فوجی ضرورتون کے تحت اردو زبان وادب کی کسی حد تک ترقی ہوتی رہی ۔

۱۰ ۔ مستشرقین مین دو قسم کے افراد شامل تھے ۔ سول سروس اور فوج کے افسر اور پادری حضرات ۔ پادریون نے اردو کے فروغ مین دینی مقاصد کو پیش نظر رکھا ۔ فرانسیسی مصنف گارسین دتا سی نے مصنفین اردو کی کتابون پر تبصرہ کرتے ہوا لکھا ہے کہ مشنریون نے تبلیغ کے مقاصد کو بہت اہمیت دی ۔ اسی وجہ سے گارسین دتا سی کے زمانے مین پادریون کی زیادہ کتابون کا موضوع مذہبی تبلیغ ہی تھا ۔ یورپین مستشرقین کسی مذہبی اور سیاسی سرگرمیون مین اردو زبان سے جو کام لیا گیا وہ بجائے خود الگ کتاب کا محتاج ہے ۔ پس پردہ جو عوامل کارفرما رہے ہین ان کے بارے مین ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کا بیان کئی اعتبارات سے اہم ہے ۔ فرماتے ہین :

" اردو کی قواعد نویسی کی طرف پہلے توجہ یورپین مصنفین نے کی اس کے بہت سے اسباب ہین ۔ ایک سبب تو یہ ہے کہ یورپ مین دنیا کی مختلف زبانون کے مطالعے کا علمی شوق اس سے کئی سو سال پہلے شروع ہوچکا تھا ۔ منجملہ اور محرکات کے اس کا ایک محرک عیسائیت کی تبلیغ کا جذبہ تھا اگرچہ صحائف اور عبادات کے باب مین کلیسا کا رویہ یہ تھا کہ ان کو تو بہرحال یونانی یا لاطینی مین رہنا چاہیے لیکن تعلیم، تلقین اور تبلیغ کے لئے دیسی بولیون کو جو دنیا کے مختلف ملکون مین بولی جاتی تھین اختیار کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا کیونکہ